www.alahmadiyya.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور (یو کے)

15 Stanley Avenue, Wembley , UK , HA0 4JQ

امام اور ناظم 020 8903 2689 | صدر 020 8524 8212

سیکریٹری 01753 692654 | دارالکتب 01753 675182

email: AAII@saziz.globalnet.com | Fax: 0870 131 9340

بلیٹن مئی ۲۰۰۳ء

مئی میٹنگ

السلام علیکم ۔ مہربانی فرما کر جماعت کی ہر میٹنگ میں خود شامل ہوں اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو بھی ساتھ لائیں ۔

جائے وقوع :۔ دارالسلام

تاریخ:۔ ۴ مئی ۲۰۰۳ء

وقت :۔ ۳ بجے سہ پہر

موضوع :۔ عید میلاد النبی ﷺ

باقاعدہ سرگرمیاں

درسِ قرآن : ہر جمعہ شام ۳۰:۲ بجے

میٹنگ منتظمہ : ہر ماہ کی پہلی اتوار شام ۲ بجے

ماہوار اجلاس : ہر ماہ کی پہلی اتوار شام ۳ بجے

وَلَئِنۡ مُّتُّمۡ اَوۡ قُتِلۡتُمۡ لَاِ الَی اللّٰہِ تُحۡشَرُوۡنَ (العمران، ۱۵٦)

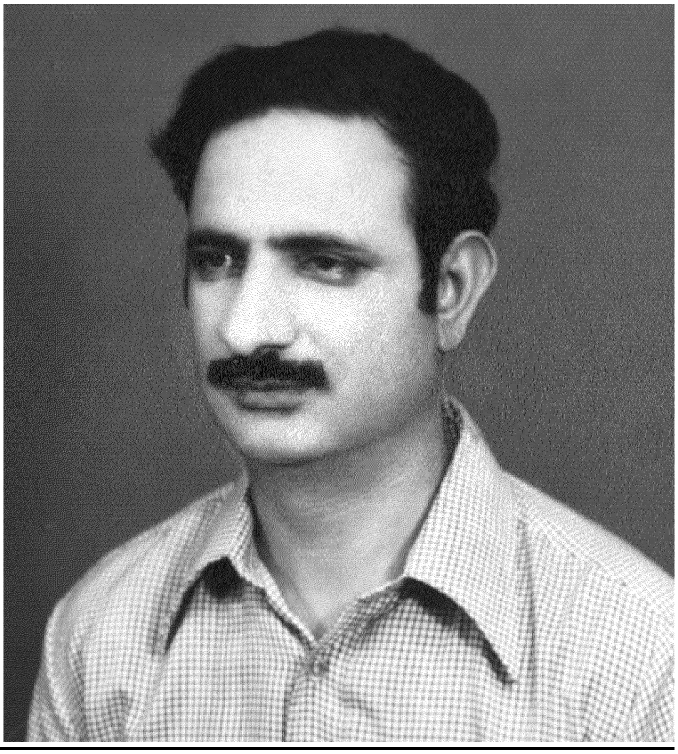

محمد انور شہید
(۱۷ نومبر ۱۹۳۹ء تا ۹ اپریل ۱۹۸٦ء) ہمارے امام جنہیں جارج ٹاؤن، گیانا، جنوبی امریکہ میں صرف اس لئے شہید کر دیا گیا کہ وہ ایک احمدی مبلغ تھے اور ایک ہی جست میں وہ ہم سب کو جسمانی اور روحانی دونوں لحاظ سے بہت پیچھے چھوڑ گئے ۔

فہرست مضامین

اخبار احمدیہ صفحہ ۱
تاثراتِ حج صفحہ ۳
مہاوت خان صاحب و عبدل سانتو
سورۃ النبا صفحہ ۴
حضرت ڈاکٹر بشارت احمد
اختلافات مابین احمدی و قادیانی صفحہ ۷
شاہد عزیز
ابتدائی تعلیمات اسلام صفحہ ۸
ڈاکٹر زاہد عزیز

اخبار

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

ہم انتہائی افسوس کے ساتھ جماعت کے مندرجہ ذیل ممبران کی وفات کی اطلاع دیتے ہیں ۔

سکواڈرن لیڈر چوہدری سجاد احمد
مرحوم کی عمر ۷٦ سال تھی اور وہ ہمارے پہلے اسٹنٹ امام چوہدری مسعود اختر صاحب، جو اب کیلیفورنیا میں مقیم ہیں، کے بھائی تھے ۔

چوہدری فتح محمد عزیز صاحب
مرحوم کی عمر ۹۰ سال تھی ۔ اور وہ مجلس معتمدین کے ممبر اور مرکزی انجمن کے مشیرِ قانونی تھے ۔

چوہدری اشاق احمد جو لاہور میں اوپن ہارٹ سرجری سے جانبر نہ ہو سکے ۔ مرحوم ہمارے سابق وائس پریزیڈنٹ چوہدری سعادت احمد کے بہنوئی تھے ۔
وہ پاکستان کے دیوانی قانون کے قابل ترین ماہر تھے اور سپریم کورٹ کے ایک سینئیر ایڈوکیٹ تھے ۔ مرحوم، بشارت صاحب کے انکل تھے

دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ مرحومین کو اپنے قرب وجوار میں جگہ اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے ۔ (آمین)

علمی کام

انوار القرآن سے قرآن کریم کے آخری سپارے کی تفسیر (مُصنف حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب) کا تین جلدوں میں انگریزی ترجمہ ہو چُکا ہے۔ پہلی جلد میں سورۃ النبا سے سورۃ الطارق، دوسری جلد میں سورۃ الاعلیٰ سے سورۃ القارعۃ اور تیسری میں سورۃ التکاثر سے سورۃ الناس کی تفسیر ہے۔

انوار القرآن سے قرآن کریم کے ۲۷ سپارے کی تفسیر میں سے الرحمٰن کا انگریزی ترجمہ بھی ہو چُکا ہے۔ یہ تراجم ٹرینیڈاڈ کے امام کلام آزاد صاحب کا کارنامہ ہیں۔

انگریزی ترجمے کی پہلی جلد کا انڈونیشین ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ ترجمہ انڈونیشیا کی جماعت کے امام موسیٰ صاحب نے کیا اور پرنٹنگ کے اِخراجات ڈاکٹر جواد احمد نے برداشت کیئے جو جماعت انگلستان کے ممبر ہیں۔

جلد اول کا ڈچ ترجمہ سرینام کے رضا غفور خان اور ریاض احمد علی نے کیا۔ ہیگ کے شبیر حسینی ترجمے پر نظر ثانی کر رہے ہیں۔

The Great Religions of the World کا انڈونیشین ترجمہ ہو کر پرنٹ ہو چُکا ہے۔ پرنٹنگ کے اخراجات کا ایک حصہ جماعت انگلستان نے ادا کیا۔

مسیح موعود (مصنف حضرت مولانا محمد علیؒ) کا انگریزی ترجمہ حضرت شیخ مولانا محمد طفیل مرحوم نے کیا تھا۔ اس کو ٹرینڈاڈ کی نادرہ خان نے ٹائپ سیٹ کیا ہے اور امام کلام آزاد نے پروف دیکھے ہیں۔ اب یہ ہندوستان میں The Second Coming of Jesus کے نام سے چھاپی جا رہی ہے۔

Jesus Died in Kashmir فیبر کائزر کی یہ کتاب سپینش میں لکھی گئی تھی اور بعد میں کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوا۔ ناصر احمد صاحب نے اس کا اُردو ترجمہ کیا اور عبدالرزاق صاحب کی کوششوں سے یہ بمبئی میں چھپی۔ اس کا انڈونیشین ترجمہ ہو کر چھپ چُکا ہے۔

مُجددِ اعظم، سوانح عمری حضرت مسیح موعود (مصنف حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب) کی تیسری جلد کے پہلے چار بابوں کا انگریزی ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس کتاب کی پہلی دو جلدیں حضرت مرزا غلام احمد کی زندگی کے حالات کے متعلق ہیں اور تیسری جلد اُن کے کام اور کارناموں کے متعلق۔ ترجمہ کیپٹن عبدالسلام خان نے کیا تھا اور اس پر نظر ثانی کا کام امام کلام آزاد نے جنہوں نے پروف بھی پڑھے۔ اس کو انجمن کی شاخ ہندوستان چھاپ رہی ہے۔

Jesus in Heaven on Earth مصنف خواجہ نذیر احمد کا اردو ترجمہ ہو چُکا ہے اور چھپائی کا انتظار ہے۔

حمامۃ البشریٰ (مصنف حضرت مرزا غلام احمد) کا عربی سے انگریزی ترجمہ ہو چُکا ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود نے عرب کے مسلمانوں کے لئے اپنے دعاوی پر عربی میں بحث کی ہے۔

جماعتی خبریں

جرمنی

چودری سعید احمد صاحب کی غیر موجودگی میں محترم ظفر اقبال صاحب برلن مسجد کے امام کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ روزمرہ کے کاموں کے علاوہ مسجد میں عید الاضحیٰ بڑے زور شور سے منائی گئی۔ اس میں جرمن مسلمانوں کے علاوہ، عرب اور یوگوسلاویہ کے مسلمانوں نے بھی حصہ لیا۔ اقبال صاحب کے بھائیوں، فاروق اور علی، نے عید کے انتظامات میں بہت مدد کی۔

گیانا

جماعت کے صدر عالم شاہ اور مبلغ منصور بخش کی سرکردگی میں جماعت کی تنظیم نو کا کام زوروں سے جاری ہے۔ جولائی کے آخر تک کے کام کا پروگرام تیار کر لیا گیا ہے۔ اس دوران مُختلف علاقوں میں کھلے اجلاس ہوں گے، غریبوں کو کھانا کھلانے کا پروگرام جاری رہے گا، نوجوانوں کے لئے سیر کا انتظام کیا گیا ہے، چندہ جمع کرنے کا کام کیا جائے گا اور جماعتی چُناو ہوگا۔

اس وقت تک مندرجہ ذیل کاموں کا پروگرام بنا ہے:

۱۶ فروری جہاد میٹنگ ہیئر یٹّا
۱۷ فروری غربا مشابوکو کھانا دینا
۲۴ فروری جہاد میٹنگ، برک ڈیم
۲ مارچ اجلاس بربیس تنظیم خواتین
۲ مارچ چندے کی مہم کانجی
۹ مارچ چُناؤ
۱۶ مارچ جہاد میٹنگ جیک لومسجد
۱۳ اپریل بچوں کی تفریح
۱۸ اپریل تا ۲۰ اپریل جلسہ سالانہ
۱۱ اپریل اجلاس چیریٹی
۱۲ اپریل اجلاس ویلنگم
۱۳ اپریل اجلاس روبی

ٹرینیڈاڈ سے امام کلام آزاد جلسے کے لئے گیانا جائیں گے۔

۲۷ اپریل چندے کی مہم
۱۸ مئی ایسکیبو میں مرکز کی تعمیر کے فنڈ کا افتتاح
۸ جون جہاد میٹنگ نمبر ۱۷ احمدیہ جماعت میں
۶ جولائی سیر و تفریح ۶۳ نمبر سمندر کے کنارے

ھالینڈ

الامون نیوز ڈچ زبان میں شائع ہونے والے رسالے ULAMON NIEWS کا اختصار سے انگریزی ترجمہ ہے۔ اس میں ہالینڈ میں جماعت احمدیہ لاہور سے متعلق خبریں اور مضامین چھپتے ہیں۔

الامون کا مطلب لاہور احمدیہ مسلم تناظیم ہالینڈ ہے۔ اس بُلٹن کا مقصد صرف خبریں دینا ہی نہیں بلکہ اس میں مذہبی مضامین بھی چھپیں گے۔ احمدیہ ٹرسٹ اور ایمسٹرڈیم کی جماعتیں اب ڈچ میں چھپنے والے اپنے بلٹوں کو بند کر دیں گی۔ باہر کی جماعتوں کے لئے ہر شمارے میں انگریزی میں ایک سمری چھاپی جائے گی۔

اسلامک ایجوکیشنل انسٹیٹوٹ

مذہبی تعلیم کی تنظیم نو کے لئے الامون نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے۔ اس کا کام ایک نئے نظام

تعلیم کی تشکیل ہے جو مُختلف لیولوں پر ہوگا اور امید ہے کہ کالج یا ہائر لیول پر ختم ہوگا۔ اے ایس حُسینی، مہاوت خان، عبدل سانتو اور بدلو صاحب کے ذمہ ایک ماڈرن نظام تعلیم کی تشکیل کا کام سونپا گیا ہے۔ پہلے مرحلے میں موجودہ کورسوں کا ادغام ہوگا اور ساتھ ساتھ ہائر لیول کی تعلیم کا انتظام بھی۔ چونکہ ایسی تعلیم کی اشد ضرورت ہے اس کام کو ترجیح دی جائے گی۔

اسلام ایڈوانسڈ کورس

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہالینڈ نے ایک ایڈوانسڈ کورس شروع کر بھی دیا ہے جس کے لئے ۲۰ طالبعلم رجسٹر ہوگئے ہیں۔ بدلو صاحب، جو کہ اس کے ہیڈ ہیں، اُن کا کہنا ہے کہ وقت کے ساتھ اس کو نئے نظام تعلیم میں مدغم کر دیا جائے گا۔ کورس کا حصہ اول امتحانات کے بعد اختتام پر پہنچ چُکا ہے۔ حصہ دوم ۷ ستمبر کو شروع ہوگا۔ اگر حصہ اول کے لئے ۱۰ طالبعلم مل گئے تو الاموں کے کورس کا انتظار کیئے بغیر ستمبر سے حصہ اول بھی شروع کر دیا جائے گا۔

کھیلوں کا دِن

۲۳ جون کو ایک زبردست کھیلوں کا دِن منعقد کرنے کے لئے زبردست تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ الاموں سے منسلکہ تمام جماعتوں کے ممبران کو دعوت ہے کہ وہ جس بھی کھیل میں دلچپسی رکھتے ہیں اُس میں حصہ لیں مثلاً فٹ بال، بیس بال، چلنے کا مقابلہ وغیرہ۔ ڈیلفٹ کے شہر کا سپورٹس سٹیڈیم ایک دِن کے لئے کرائے پر لیا گیا ہے۔ کھیلوں کے علاوہ ایک بازار، فینسی فیر، کھانا پینا بھی ہوگا۔ تمام آمدنی جماعت کی فلاح کے کاموں پر خرچ ہوگی۔

احمدیہ ٹرسٹ (سٹیخٹنگ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام) کے اعلانات

۱: عیدمیلادالنبی اتوار ۲ جون کو ڈیڑھ بجے بعد دوپہر مرکز واقع Kepplerstr. 265 Hague میں منائی جائے گی۔

۲: قرآنی عربی کا موجودہ کورس ۵ جولائی کو ختم ہوگا جب کہ سرٹیفکیٹ جاری کیئے جائیں گے اور نئے کورس کے لئے رجسٹریشن کی جائے گی۔

۳: ASEVO نے اعلان کیا ہے کہ جمعہ کی رات کی اردو کی کلاسیں بند کی جا رہی ہیں۔ کلاسوں کے نئے وقت کا اعلان جلد ہی کیا جائے گا۔

۴: ورک شاپ احمدیہ انجمن۔ اس ورک شاپ کی کامیابی کی وجہ سے اس کو جاری رکھا جائے گا اور ورک شاپ ہر دوسرے ہفتے منعقد کی جائے گی۔

۵: زیادہ علم رکھنے والے ممبران کے لئے ایک دوسری ورکشاپ کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

۶: اسلام اور عیسائیت ایک مباحثہ۔ یہ گروپ پچھلے دس سال سے سرگرم ہے اور اس کا کام جاری ہے۔ نئے ممبران ماہوار پروگرام میں مدد یا حصہ لینے کے لئے رجسٹر ہو سکتے ہیں۔

۷: اس سال ستمبر سے ہر ماہ کی پہلی اتوار کو باقاعدہ ماہوار میٹنگ ہوگی۔ یہ مرکز واقع Kepplerstr. 265 Hague میں کی جائے گی۔ میٹنگ ظہر کی نماز کے بعد شروع ہوگی اور ہر دفعہ دو موضوع بحث کے لئے رکھے جائیں گے۔

۸: ۶ اکتوبر کو اسی مرکز میں جلسہ معراج منعقد کیا جائے گا۔ وقت ۳۰:۱ بعد دوپہر۔

۹: المیرا کے شہر میں اگلا جلسہ ۳۰ جون کو ہوگا اور ۳۰:۱ بجے شروع ہوگا۔ سانتو صاحب ''قدیم صحائف مقدسہ میں نبی کریم ﷺ کی پیشگوئیاں'' پر تقریر کریں گے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہالینڈ کے اعلانات

۱: مُنتظمہ اعلان کرتی ہے کہ اتوار ۹ جون کو القبلتین ہال واقع Loosduinse kade ہیگ میں چناؤ ہوگا۔ ایجنڈا کا دوسرا اہم نکتہ جماعتی پالیسی پر ایک اہم بحث ہے۔

۲: مُنتظمہ نے ۲۰۰۲ سے لے کر ۲۰۰۵ تک پالیسی پلین تیار کر لی ہے جس میں میڈیا سے رابطہ سرفہرست ہے۔ دوسرے اہم نکات یہ ہیں قومی سیاست، جماعت کی ٹریننگ اور تعلیم کا انتظام

۳: نوجوانوں کا سٹڈی گروپ جو ہر اتوار کو ہال القبلتین میں اکٹھا ہوتا ہے اس میں حاضری بڑھ رہی ہے۔ رجسٹریشن کے لئے گروپ لیڈروں، روجن صاحب یا حسن محمد صاحب، سے رابطہ کریں۔

۴: اتوار ۶ جولائی کو ایک کوچ پارٹی جرمنی کے شہر ڈوسلڈورف جائے گی۔

ھمارے تاثراتِ حج

حاجی مہاوت خان جو کہ حج گروپ کے لیڈر تھے انہوں نے اپنے سفر کے بارے میں ایک تفصیلی رپورٹ دی ہے جس میں سے اقتسابات پیش ہیں۔ اس کے ساتھ عبدل سانتو صاحب کے تاثرات بھی دیئے جا رہے ہیں۔

مہاوت خان صاحب کی رپورٹ

الاموں کی تحریک پر ممبران نے حج پر جانے کا فیصلہ کیا اور مہاوت خان صاحب نے اس بات پر بڑی خوشی کا اظہار کیا کہ مہینوں پہلے جو انتظامات شروع کیئے گئے تھے وہ بڑی کامیابی سے مکمل ہوئے۔ ۱۹ احمدی اس مقدس سفر پر روانہ ہوئے۔ وہ جدہ کے ہوائی اڈے پر اُترے اور وہاں سے ایک کوچ کے ذریعے مدینہ منورہ تک گئے جہاں اُن کا قیام پانچ روز کا تھا۔ مدینہ میں حجاج نے مسجد نبوی کے بالمقابل ہلٹن ہوٹل میں قیام کیا اور پانچ روز کی عبادت اور زیارتوں کے بعد مکہ شریف کی طرف روانگی ہوئی۔ یہ سفر بھی کوچ کے ذریعے ہی تھا۔ ہوٹل میں چیک اِن کرنے کے فوراً بعد ممبران نے عمرہ کے مناسک ادا کیئے۔ دس دِن بعد مناسکِ حج شروع ہوئے اور ممبران بس کے ذریعے میدانِ منا کی طرف روانہ ہوئے جہاں اُن کا قیام ٹینٹوں میں تھا۔ عرفات اور مزدلفہ کے بعد مِنا واپسی اور رمی الجمار (پتھراؤ) جو دو یا تین دِن کے دوران ہوتا ہے۔ اس کے بعد حجاج واپس مکہ شریف چلے آئے جہاں آخری مناسک ادا کیئے۔

سارا گروپ بڑی خوشی کے ساتھ ایمسٹرڈیم پر

اُترا جہاں اُن کے خاندانوں اور جماعت کے ممبروں نے اُن کا زبردست استقبال کیا اور پھولوں کے ہار حاجی کے گلے میں ڈالے اور سب نے زبردست خوشیاں منائیں۔

عبدل سانتو کے ذاتی تاثرات

کئی مہینوں کی تیاریوں اور مناسکِ حج کی تعلیم نے میرے اندر اس عظیم الشان سفر، جو ہر مسلمان زندگی میں ایک بار کرتا ہے، سے متعلق روحانی تمنائیں جگا دیں۔ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی خوبصورتی نے مجھے مبہوت کر دیا۔ اس کے سنگ مرمر کے اُندلسی طرز کے طرزِ تعمیر نے مجھے بہت ہی متاثر کیا۔ حضرت نبی کریم ﷺ کے روضہ کی زیارت اور اُس کا پُرسکون ماحول مجھے ۱۴ سو سال پیچھے لے گیا۔ اُس وقت جب تاریخ کی ایک عظیم الشان شخصیت ﷺ نے دُنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ مدینہ میں قیام کے دوران ہم نے اُحد، جہاں صحابہؓ کی ایک بڑی تعداد نے اپنی جانوں کا نظرانہ پیش کیا، اور دوسرے تاریخی مقامات کی زیارت کی۔ جب ہم مکہ شریف پہنچے تو مجھے کچھ ناامیدی ہوئی اس لئے کہ میرا خیال تھا کہ سادہ گھروں پر مُشتمل ایک شہر ہوگا لیکن یہاں بھی دوسرے شہروں کی طرح ٹریفک جام، عظیم الشان ہوٹل، بڑے بڑے شاپنگ سنٹر، ریسٹورانٹ اور فاسٹ فوڈ چین تھے۔ لیکن مسجد الحرام کے اندر داخل ہونے کے بعد اور اس کی گول شکل اور طرزِ تعمیر اور اس کی عظمت نے مجھے حیران پریشان کر دیا۔ خاص طور پر جب اندرونی حصے میں خانہ کعبہ پر میری نظر پڑی تو میں اپنے جذبات بیان نہیں کر سکتا۔ مِنا سے واپسی پر مناسکِ حج کے عروج پر جب ہمیں آخری طواف وغیرہ کرنے تھے اور حرم شریف بھرا ہوا تھا تو اُس وقت مجھے ایسا محسوس ہوا میری اپنی کوئی شخصیت نہیں بلکہ میں انسانیت میں مدغم کر دیا گیا ہوں۔ واپسی پر مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں اپنے سابقہ گناہوں سے پاک ہوں اور یہ بھی کہ اب میں مُستقبل کے گناہوں سے بھی دور ہو چکا ہوں۔

تفسیر سورۃ النبا

حضرت ڈاکٹر بشارت احمد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سے نہ صرف سورۃ النبا شروع ہوتی ہے بلکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے قرآن کریم شروع ہوتا ہے۔ ہر سورت سوائے سورۃ توبہ کے اس سے شروع ہوتی ہے۔ یہ قرآن کریم کی آیت ہے جو ہر سورت کے شروع میں بذریعہ وحی آنحضرت صلعم پر نازل ہوئی تھی اور اسی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک سُورت سے دوسری سُورت کی علیحدگی کو پہچانتے تھے۔ غرضیکہ یہ ایک مُستقِل آیت ہے اور اس قدر معنی اور مفہوم اپنے اندر لئے ہوئے ہے کہ جس طرح سورۃ فاتحہ خلاصہ ہے کل قرآن کریم کا اسی طرح یہ آیت خلاصہ ہے پوری سورۃ فاتحہ کا۔ دوسرے لفظوں میں گویا یہ آیت پورے قرآن کریم کا خلاصہ کے اندر خلاصہ کا درجہ رکھتی ہے۔

اس آیت کا ترجمہ ہے: ''ساتھ نام اللہ کے جو رحمٰن ہے اور رحیم ہے۔'' یہاں بِسۡمِ میں ب مدد مانگنے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ پس مطلب اس کا یہ ہوا کہ اللہ کے نام کی مدد کے ساتھ۔ اب ظاہر ہے کہ بِسۡمِ سے پہلے کوئی حکم غائب ہے اور قرآن کریم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہے اِقۡرَأۡ جس کے معنے ہیں ''تُو پڑھ''۔ جیسا کہ حدیث شریف میں بھی لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم غارِ حرا میں روزانہ عادت کے مطابق اللہ کی عبادت میں مصروف تھے تو فرشتہ آیا اور کہا اِقۡرَأۡ یعنی ''پڑھ'' آپؐ نے فرمایا مَیں تو پڑھنا نہیں جانتا۔ فرشتہ نے پھر وہی لفظ دہرائے اور آپؐ نے بھی اسی جواب کو دوہرایا اور اس طرح تین مرتبہ ہوا۔ چوتھی مرتبہ فرشتہ نے کہا: اِقۡرَأۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ یعنی تُو پڑھ اپنے ربّ کے نام ساتھ جس نے پیدا کیا۔ تب آپؐ پڑھنے لگے۔ پس ظاہر ہے کہ بسم اللہ سے پہلے جو حکم غائب ہو سکتا ہے وہ اِقۡرَأۡ کا حکم ہے کہ تُو پڑھ اللہ کے نام کے ساتھ۔ یہاں حکم کو اس لئے غائب رکھا گیا ہے کیونکہ بندہ کے پڑھنے کے وقت اِقۡرَأۡ کا لفظ حکم کے طور پر دہرانا زبان کی فصاحت کے خلاف ہوتا ہے کیونکہ بندہ تو اس وقت حکم کو مان کر پڑھ رہا ہے۔ اس لئے اس وقت جو حکم غائب ہونا چاہئے وہ ہوگا اَقۡرَأُ یعنی ''مَیں پڑھتا ہوں۔'' پس اس میں باریک بات یہ ہے کہ جب وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی تو اللہ کا حکم جو غائب تھا وہ تھا اِقۡرَأۡ یعنی تُو پڑھ۔ اور جب بندہ قرآن کریم کو پڑھتا ہے تو چونکہ وہ اس وقت اللہ کا حکم مان رہا ہوتا ہے اس لئے جو حکم اس وقت غائب سمجھا جائے گا وہ ہوگا اَقۡرَأُ یعنی مَیں پڑھتا ہوں اللہ کے نام کی مدد کے ساتھ۔ اس حکم کے غائب کرنے میں یہ خوبی بھی ہے کہ جو بھی کام انسان شروع کرتا ہے اُس کے شروع میں جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے تو وہی کام جو وہ کرنے لگا ہے اس سے پہلے وہ غائب سمجھا جائے گا۔ گویا یہ اللہ تعالیٰ سے مدد کی درخواست ہے نہ صرف قرآن کے پڑھنے کے وقت بلکہ ہر کام کے شروع کرنے کے وقت تاکہ اللہ تعالیٰ اس کام میں مدد کرے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔ کُلُّ اَمۡرٍ لَا یُبۡدَءُ فِیۡهِ بِبِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ فَهُوَ اَجۡذَمُ یعنی ہر ایک کام جسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع نہ کیا جائے اس میں برکت نہیں ہوتی ہے اور یقیناً جو شخص اپنے کام میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے گا اس کام میں برکت ضرور ہوگی۔

یہاں اَلرَّحۡمٰن اور اَلرَّحِیۡم اللہ کی دو خوبیاں خاص طور پر بیان کی گئی ہیں ان کا مقصد سمجھنے کے لئے ان کے معنوں پر غور کرنا ضروری ہے۔ اللہ خدا تعالیٰ کا ذاتی نام ہے اور یہی اسم اعظم یعنی سب

سے بڑا نام ہے اور اللہ کے تمام ناموں کے لئے یہ ایک جامع نام ہے۔ یعنی اس کے نام کے علاوہ اس کی تمام خوبیاں بھی اس میں آ گئی ہیں۔ یہ اِلٰہ سے ہرگز نہیں نکلا کیونکہ اِلٰہ غیرُ اللہ یعنی وہ جن کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جائے پر بھی بولا جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ کا لفظ نہ اسلام میں اور نہ اسلام سے پہلے کبھی دوسرے معبود پر بولا گیا۔ اور نہ یہ اَلا لہ کو چھوٹا کیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر یہ اَلاِلٰہ کو چھوٹا کر کے بنایا گیا ہوتا تو یا کا لفظ ساتھ لگنے سے عربی گرام کے قاعدہ کے مطابق ال گر جانا چاہئے تھا۔ مثلاً الرحمٰن خدا کا نام ہے۔ اس کے ساتھ جب یا کا لفظ لگے گا تو ال گر جائے گا۔ ہم یارحمٰن کہیں گے یا الرحمٰن نہیں کہیں گے۔ اسی طرح اگر اللہ میں ال کا لفظ اِلٰہ پر بڑھایا گیا ہوتا تو یا کا لفظ لگنے سے ال گر جانا چاہئے تھا اور یا اِلٰہ کہنا چاہئے تھا لیکن ایسا نہیں ہوتا بلکہ یا اللہ ہی کہتے ہیں۔ پس ظاہر ہوا کہ ال اِلٰہ پر بڑھایا نہیں گیا ہے بلکہ یہ اللہ کے لفظ کا ہمیشہ سے حصہ ہے۔ پس اللہ الگ ایک لفظ ہے جو اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے اور یہ عربی زبان کی خاص بات ہے اور کسی دوسری زبان میں خدا کا ذاتی نام موجود نہیں۔ اللہ کے معنے کی تشریح خود قرآن کریم فرماتا ہے کہ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یعنی اللہ کے معنے ہیں ایسی ذات جس میں تمام خوبیاں کامل صورت میں موجود ہوں۔ اور کوئی صفت یا خوبی کامل نہیں ہوتی جب تک وہ حُسن اور اِحسان دونوں میں کامِل نہ ہو۔ یعنی ایک طرف جہاں اس خوبی میں کوئی نقص اور کمی نہ ہو اور اپنے حُسن میں کامِل ہو۔ وہاں دوسری طرف اس کا احسان یعنی اس خوبی کا فائدہ اور برکت لوگوں کو پہنچ رہا ہو۔ مثلاً سخاوت یعنی کھلے دل سے خرچ کرنا ایک حُسن یا خوبی ہے لیکن وہ کسی ہستی میں کتنا ہی کامل طور پر کیوں نہ موجود ہو جب تک اس کے احسان یعنی اس حُسن سے دوسروں کو فائدہ نہیں پہنچتا اس وقت تک اس خوبی کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی کامِل خوبیاں نہ صرف اپنے حُسن میں کامل ہیں بلکہ اپنے اِحسان یعنی دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں بھی کامل ہیں اور انہی خوبیوں کی برکت سے تمام مخلوق کی پیدائش اور ربوبیت ہوتی رہتی ہے۔ الرحمٰن وہ ذات ہے جس کا رحم اس قدر بڑا ہے کہ انسان کی پیدائش سے پہلے اور اس کی کسی کوشش اور محنت کے بغیر وہ ربوبیت کے سامان اس کے لئے پیدا کرتا ہے اور الرحیم وہ ذات ہے جس کا رحم بار بار لوٹ کر آتا ہے اور یہ خوبی ہر شخص کے اعمال پر اعلیٰ سے اعلیٰ اور بہتر سے بہتر نتائج پیدا کرتی ہے اور بار بار ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کا رَحمان اور آخرت کا رحیم ہے۔ کیونکہ رحمان نے انسان کی پیدائش سے بھی پہلے خاص اپنے رحم سے انسان کی ربوبیت اور ترقی کے لئے تمام سامان پیدا کر دیئے گویا یہ ساری دنیا رحمان کی خوبی کو ظاہر کرتی ہے اور رحیم صفت یا خوبی انسان کے نیک کام پر بدلہ دیتی ہے جس کا تعلق کامل طور پر آخرت سے ہے۔ گویا ابتدا میں جو سامان انسان کے لئے پیدا کرتا ہے وہ رحمان ہے۔ اور ان سامانوں سے فائدہ اُٹھانے کے لئے جب انسان کوشش کرتا ہے اور کام کرتا ہے تو ان کے نتائج پیدا کرنے والا رحیم ہے۔ زمین، پانی، آگ، سورج، چاند، بارش وغیرہ کا وجود صفت رحمانیت کا نتیجہ ہے۔ زمین میں ہل چلا کر پانی دے کر انسان کے ایک دانہ بونے پر سات سو دانے بطور پھل عطا کرنا یہ رحیمیت کی خوبی کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح آنکھ، ہاتھ، پاؤں، عقل، علم سب اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کی خوبی کے عمل کی وجہ سے ہے۔ اُن سے جب انسان کام لیتا ہے اور اس سے عمدہ نتائج اسے ملتے ہیں تو یہ رحیمیت کی خوبی کے کام کرنے کی وجہ سے ہے۔ پس ایک انسان جب کسی کام کو شروع کرتے ہوئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو مانتا اور شکریہ ادا کرتے ہوئے جو اللہ تعالیٰ نے محض رحمانیت کی وجہ سے اُسے عطا فرمائی ہیں۔ ایک طرف تو اس کی رحمانیت کی خوبی سے علمی رنگ میں یہ مدد چاہتا ہے کہ وہ اسے صراط مستقیم کا صحیح علم دے جو پر عمل کر کے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاوے اور دوسری طرف وہ رحیمیت کی خوبی سے یہ امداز چاہتا ہے کہ اس کے اعمال کو اعلیٰ درجہ کے نتائج پیدا کرنے والا بنا دے۔ مثلاً ایک ڈاکٹر اگر کسی مریض کا آپریشن کرتا ہے تو اس وقت اس کا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا جناب الٰہی سے مدد کی دعا ہے۔ وہ اقرار کرتا ہے کہ جناب الٰہی کی صفت رحمان نے اُسے آنکھ، کان، ہاتھ پاؤں، عقل، اوزار دوائیں سب چیزیں دی ہیں اور انہیں وہ استعمال کرنے لگا ہے۔ لیکن رحمان کی صفت یا خوبی سے وہ یہ بھی مدد چاہتا ہے کہ اسے ایسا صحیح علم عطا فرمائے اور ایسے صحیح رستہ پر لے کر چلے کہ وہ اپنے مقصد کو حاصل کرے اور رحیمیت کی صفت سے وہ یہ مدد چاہتا ہے کہ اس کے آپریشن کے جو نتائج ہوں وہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور بہتر سے بہتر ہوں۔

اسی طرح قرآن کریم کے پڑھنے کے وقت ایک انسان جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو مانتے ہوئے کہ یہ خاص اللہ کی صفت رحمانیت تھی جس نے قرآن کریم جیسی نعمت نازل فرمائی جیسا کہ کہ خود قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ یعنی کہ اللہ نے قرآن مجید سکھایا۔ اب اس نعمت سے فائدہ اٹھانے کے وقت صفت الرحمٰن سے قرآن کا وہ صحیح علم چاہتا ہے جس پر عمل کر کے وہ اپنے منزل مقصود کو پانے میں کامیاب ہو جائے

اور صفت الرحیم سے وہ یہ مدد چاہتا ہے کہ اس کے عمل اعلیٰ سے اعلیٰ نتائج پیدا کرنے والے ہوں۔ گویا رحمان صفت سے وہ علم کا کمال چاہتا ہے اور رحیم صفت سے وہ عمل کا کمال چاہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اللہ سے مدد مانگنے میں دنیا و آخرت دونوں آ گئے۔ دنیا میں کامیاب ہونے کے لئے علم میں کمال کی ضرورت ہے کیونکہ بغیر صحیح اور کامِل علم کے کوئی عمل ہو خواہ وہ دنیا کے لئے ہو یا آخرت کے لئے صحیح نتیجہ پیدا نہیں کرتا۔ اور جب تک اعمال کے نتائج صحیح اور کامِل نہ ہوں آخرت میں کامیابی نہیں ہوسکتی۔ چونکہ قرآن مجید میں وہ تمام اصول اور ہدایات موجود ہیں جن پر چل کر انسان دنیا اور آخرت کی نعمتوں کا مالک بن جاتا ہے۔ اس لئے قرآن کریم کے پڑھنے کے وقت جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے رنگ میں انسان اللہ سے دعا اور مدد کی درخواست کرتا ہے اس کے یہی معنے ہیں کہ رحمان صفت سے وہ خدا کی اس کامِل کتاب کا ایسا کامِل علم چاہتا ہے جس کے مطابق عمل کر کے وہ دنیا و آخرت کے انعامات کا مالک بن جائے اور رحیم صفت سے وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کے اعمال اِس کمال کے ہوں کہ ان سے اعلیٰ سے اعلیٰ اور بہتر سے بہتر نتائج پیدا ہوں اور یہی خلاصہ ہے سورۃ فاتحہ کا۔ بسم اللہ میں ب جو اللہ سے مدد مانگنے کے لئے ہے حقیقت میں اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کی جگہ ہے جس کے معنے ہیں کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ اور صفت الرحمٰن اپنے اندر اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی دعا چھپائے ہوئے ہے جس کے معنے ہیں کہ ہمیں سیدھا رستہ دکھا۔ اور ظاہر ہے کہ وہ رستہ صحیح اور کامِل علم کے ذریعہ ہی ملتا ہے جو صفت رحمانیت کی وجہ سے ہے۔ اور صفت الرحیم اپنے اندر صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ کے انعامات کی دعا کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ یعنی ہمارے اعمال ایسے کامِل ہوں کہ ان کے نتیجہ میں ہم ان لوگوں میں شامل ہو جائیں جن پر اللہ کا انعام ہوا۔ پس جب کسی انسان نے قرآن پڑھتے وقت بلکہ ہر کام کے شروع کرتے وقت صراط مستقیم کا صحیح اور کامِل علم اللہ سے مانگا اور کمال عمل کی توفیق اور اس پر اعلیٰ سے اعلیٰ نتائج کی درخواست کی تو ظاہر ہے کہ اُس نے سارے قرآن مجید کے مقصد کو پا لیا۔ اس کی دنیا بھی درست ہوگئی اور آخرت بھی بن گئی۔ کیونکہ قرآن نازل ہی انسان کے علم اور عمل کے کمال کے لئے ہوا تھا اور اسی علم و عَمل کے کمال پر ہی دنیا و آخرت کی کامیابی ہوتی ہے۔ پس اس طرح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں نہ صرف سورۃ فاتحہ کا بلکہ سارے قرآن کا خلاصہ آ جاتا ہے۔ جس نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی اس نے علم بھی صحیح اور کامِل مانگا اور عمل بھی کامِل اور اعلیٰ سے اعلیٰ نتائج پیدا کرنے والا مانگا۔ گویا قرآن کا علم بھی مانگا اور عمل بھی مانگا۔ اور ان میں کمال کی درخواست بھی کی۔ اور جسے قرآن کا صحیح اور کامِل علم مل گیا اور عمل میں بھی کمال کی توفیق مل گئی وہ دنیا میں بھی کامیابی پا گیا اور آخرت میں بھی۔

چودھویں صدی کے امام حضرت مرزا غلام احمد نے ان کامیابیوں کی ایک باریک تشریح تصوّف کے رنگ میں اپنی کتاب ''اعجاز المسیح'' میں فرمائی ہے جس کا خلاصہ چند فقروں میں یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جو حُسن اور اِحسان میں کامِل ہے اس کی رحمان صفت جب بندہ پر بغیر اس کے کسی عمل کے بے انتہا رحم اور عنایتیں فرماتی ہے اور اس طرح اپنے حُسن اور اِحسان اس پر ظاہر کرتی ہے تو بندہ کو اس ذات سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جس جس طرح ان عنایات اور حُسن و احسان کا فائدہ بندہ پر زیادہ سے زیادہ نازل ہوتا ہے ویسے ویسے بندہ کی محبت اللہ سے بڑھتی چلی جاتی ہے اور قاعدہ ہے کہ جس چیز کی محبت جس قدر زیادہ بڑھتی ہے اسی قدر زیادہ اس کی تعریف کرنے میں بندہ بڑھتا چلا جاتا ہیں پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت اور حمد یا تعریف کے اس مقام پر کمال کے درجہ پر پہنچا وہ اَحمد کہلایا جس کے معنے ہیں بار بار اور بہت حمد کرنے والا۔ اور ظاہر ہے کہ جو شخص جناب الٰہی کی جس قدر زیادہ حمد کرے گا اور اس کی حمد کی تبلیغ دنیا میں کرے گا اتنا ہی رحیم صفت کے ماتحت اللہ اس سے زیادہ پیار کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے نزیک جس قدر زیادہ محبوب ہوگا اتنا ہی وہ تعریف اور حمد کے قابل ہوگا۔ پس جس شخص نے اپنی حمد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کے مقام کو اعلیٰ سے اعلیٰ مرتبہ تک حاصل کیا وہ اتنا ہی زیادہ حمد کے قابل ٹھہرا اور محمد کہلایا جسے کے معنے ہیں بہت تعریف کیا گیا۔ پس ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو دو نام احمدؐ اور محمدؐ ہیں وہ دراصل اللہ تعالیٰ کی صفات الرحمٰن اور الرحیم کے عمل کے نتیجہ میں حاصل ہوئے ہیں اور ان شاندار نتائج کو ظاہر کرتے ہیں جو انسان کو ان صفات سے مدد مانگنے کے نتیجہ میں حاصل ہوتے ہیں اور جن میں سب سے زیادہ کمال حاصل کرنے والے کے لئے احمدؐ اور محمدؐ سے بڑھ کر پُر معنی نام انسان کا ذہن سوچ نہیں سکتا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بَارِکۡ وَسَلِّمۡ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ

کلام امام

جمال و حُسنِ قرآن نُورِ جانِ ہر مسلمان ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآن ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحمٰں ہے
خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے
(دُرِّثمین، صفحہ ۱)

احمدی و قادیانی اختلاف بابت مسلئہ کفر

شاہد عزیز

دو ماہ پہلے ایک بُلٹن میں احمدی و قادیانی جماعتوں میں فرق کے بارے میں میرا ایک مضمون شائع ہوتھا۔ اس بارے میں جماعت قادیان کے کچھ احباب نے فرمایا کہ بات تب بنے گی جب میں اصل حوالوں کو پیش کروں گا۔ اس لئے میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی کتاب حقیقت الوحی جو کہ اُنہوں نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں لکھی اور ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی کے کچھ صفحے سکین کر کے دے رہا ہوں۔ آخر میں میاں بشیرالدین محمود احمد صاحب کی کتاب آیئنہ صداقت سے صرف ایک حوالہ سکین کر رہا ہوں۔

اِن حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ جماعت میں اختلاف کی وجہ یہ تھی کہ میں محمود احمد صاحب نے جو عقائد گھڑے تھے وہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم سے مُتضاد تھے۔

حضرت مرزا صاحب صاف فرماتے ہیں کہ انہوں نے کبھی کسی کلمہ گو کو اپنے دعویٰ سے انکار کی وجہ سے کافر نہیں کہا۔ ہاں جب دوسروں نے پہل کی اور حضرت صاحب کو کافر کہا تو وہ نبی کریم ﷺ کی حدیث کے مطابق ایک کلمہ گو کو کافر کہہ کر خود کافر بن گئے۔ حضرت صاحب نے تو یہاں تک سہولت دی کہ پیشکش کی کہ اگر یہ لوگ اعلان کر دیں کہ یہ مسلئہ کہ مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے غلط ہے تو وہ کسی کو یہ نہیں کہیں گے کہ تم مجھے کافر کہہ کر خود کافر بن گئے ہو۔

لیکن میاں صاحب تو کہتے ہیں کہ وہ کلمہ گو بھی کافر ہیں جنہوں نے حضرت صاحب کا نام بھی نہیں سُنا جبکہ حضرت صاحب ڈاکٹر عبدالحکیم کو اس بات کا ملزم قرار دیتے ہیں کہ اُس نے یہ جھوٹا الزام اُن پر لگایا ہے۔

قادیانی دوستوں سے درخواست ہے کہ اِن حوالہ جات کو پڑھیں، حق کو تسلیم کر لیں اور اپنے غلط عقائد سے رجوع کر کے ہمارے ساتھ آملیں اور ہم باہم شیر وشکر ہو جائیں اس لئے کہ روزِ محشر ہم سب اپنے عقائد و اعمال کے ذمہ دار ہوں گے۔ اُس روز یہ بہانہ نہ چلے گا کہ خلیفہ صاحب کا حکم تھا۔

حوالہ نمبر ۱ : حقیقت الوحی صفحہ نمبر ۱۲۳ اور ۱۲۴

مرد خدا ایسی ہی کیا کرتا ہے۔ پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمّہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمان اور کلمہ گو کو کافر ٹھہرایا۔ حالانکہ ہماری طرف سے کوئی سبقت نہیں ہُوئی۔ خود ہی ان کے علماء نے ہم پر کفر کے فتوے لکھے اور تمام پنجاب اور ہندوستان میں شور ڈالا کہ یہ لوگ کافر ہیں اور نادان لوگ ان فتووں سے ایسے ہم سے متنفّر ہو گئے کہ ہم سے سیدھے مُنہ سے کوئی نرم بات کرنا بھی اُن کے نزدیک گناہ ہو گیا۔ کیا کوئی مولوی یا کوئی اور مخالف یا کوئی سجادہ نشین یہ ثبوت دے سکتا ہے کہ پہلے ہم نے ان لوگوں کو کافر ٹھہرایا تھا۔ اگر کوئی ایسا کاغذ یا اشتہار یا رسالہ ہماری طرف سے ان لوگوں کے فتوائے کفر سے پہلے شائع ہُوا ہے جس میں ہم نے مخالف مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہو تو وہ پیش کریں ورنہ خود سوچ لیں کہ یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر تو ٹھہراویں آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگاویں کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے اس قدر خیانت اور جھوٹ اور خلاف واقعہ تہمت کسقدر دِل آزار ہے۔ ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے اور پھر جبکہ ہمیں اپنے فتووں کے ذریعہ سے کافر ٹھہرا چکے اور آپ ہی اِس بات کے قائل بھی ہو گئے کہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے تو کفر اُلٹ کر اُسی پر پڑتا ہے تو اِس صُورت میں کیا ہمارا حق نہ تھا کہ بموجب اُنھیں کے اقرار کے ہم اُن کو کافر کہتے۔

حوالہ نمبر ۲ حقیقت الوحی صفحہ نمبر ۱۶۹

یہ مسئلہ صحیح نہیں ہے کہ کسی کو کافر کہنے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے تو اپنے مولویوں کا فتویٰ مجھے دِکھلا دیں مَیں قبول کر لوں گا۔ اور اگر کافر ہو جاتا ہے۔ تو دو سو مولوی کے کفر کی نسبت نام بنام ایک اشتہار شائع کر دیں۔ بعد اس کے حرام ہو گا کہ مَیں اُن کے اسلام میں شک

حوالہ نمبر ۳، حقیقت الوحی صفحہ نمبر ۱۸۴

یہ کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان اپنے رسالہ المسیح الدجّال وغیرہ میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا مَیں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائیگا گو وُہ میرے نام سے بھی بیخبر ہو گا اور گو وُہ ایسے مُلک میں ہو گا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ کافر ہو جائے گا اور دوزخ میں پڑیگا۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افتراء ہے مَیں نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا۔ اُسپر فرض ہے کہ وُہ ایسی کوئی میری کتاب پیش کرے جسمیں یہ لکھا ہے۔ یاد رہے کہ اُس نے محض چالاکی سے جیسا کہ اُسکی عادت ہے یہ افتراء میرے پر کیا ہے۔ یہ تو ایسا امر ہے کہ بداہت کوئی عقل اسکو قبول نہیں کر سکتی جو شخص بکلی نام سے بھی بیخبر ہے اُسپر مؤاخذہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ مَیں مسیح موعود ہوں اور خدا نے

آئینہ صداقت صفحہ ۵۵ پر میاں محمود احمد کے عقائد

تعداد عقائد

یہ تبدیلی عقیدہ مولوی صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اول یہ کہ مَیں نے حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی آیت اسمہٗ احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم (سورۃ صف آیت) کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سُنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔ لیکن اسبات کو تسلیم نہیں کرتا

(گزشتہ سے پیوستہ)

نوجوانوں کے لئے
بُنیادی تعلیمِ اسلام

ڈاکٹر زاہد عزیز

۵۰: مسلمانوں کے عقیدہ زندگی بعد الموت کی کیا اہمیت ہے؟

اول، یہ عقیدہ انسان کے دِل میں نیکی کی تحریک پیدا کرتا ہے اور بُرائی سے روکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے انسان جان لیتا ہے کہ ایک اچھا عمل اُسے فائدہ پہنچائے گا چاہے اچھا کام کرتے وقت یہ نظر نہ آئے کہ یہ کس طرح ہوگا۔ اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ وہ ایک برا کام کرنے کا جوابدہ ہوگا چاہے اُسے کوئی دیکھ بھی نہ رہا ہو، اور اس کا نتیجہ اس دُنیا میں نہ سہی اگلی دنیا میں اچھا نہ ہوگا۔

دوم، یہ عقیدہ انسان کو اپنی اور دوسروں کی باطنی قیمت کا احساس دلاتا ہے نہ کہ ظاہری قیمت کا (چاہے وہ دولت، پوزیشن، خوبصورتی یا تعلیم پر مبنی ہو)۔ اسلئے کہ اُسے احساس ہوتا ہے کہ اصل چیز انسان کا باطن ہے اور یہ ہمیشہ رہے گا جبکہ ظاہری چیزیں موت کے ساتھ بلکہ اس سے پہلے بھی ختم ہو جاتی ہیں۔

۴: اعمال

’’تمہارا رب کہتا ہے مجھے پُکارو میں تمھاری دُعا قبول کروں گا‘‘ (المؤمن، ۶۰)

’’نماز بے حیائی اور بُرائی سے روک دیتی ہے‘‘ (العنکبوت، ۴۵)

’’اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگتے رہو اور یقیناً یہ بڑی مشکل ہے مگر نہ اُن پر جن کے دل پگھلتے ہیں‘‘ (البقرۃ، ۴۵)

۵۷: نماز کیا ہے؟

یہ ہمارا خدا سے تعلق پیدا کرنا ہے اور اپنے آپ کو اُس کی عظمت اور اچھائیوں کی یاد دھانی کرواتے رہنا ہے۔ اور یہ بھی سوچنا ہے کہ اُس نے ہمیں جو قوتیں ہمارے اندر رکھی ہیں اُنہیں ترقی کس طرح دینی ہے، جو نصب العین اُس نے ہمارے سامنے رکھا ہے اُس کو کس یاد رکھنا ہے، اُس کی مدد طلب کرتے رہنا کہ ہمیں نیکی کرنے کی توفیق ہو اور ہم بُرائی سے بچیں۔ نماز ہمیں اپنی زندگیوں کو، اُن کی کامیابیوں اور ناکامیوں کے ساتھ، اصل رنگ میں دیکھنے کے قابل بناتی ہے اور ہم کچھ دیر کے لئے رُک کر سوچتے ہیں کہ کیا ہم وہی کر رہے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔

۵۸: کیا نماز ضروری ہے؟

جس طرح جسم کو روزمرہ کی زندگی کے لئے تندرست رہنے کے لئے خوراک، صفائی اور ورزش کی ضرورت ہے اسی طرح روح کی اُس کی اپنی ارتقاء کے لئے روحانی ضروریات ہیں تاکہ ایک انسان کا کردار اور اعمال اچھے اور تندرست ہوں۔ روح کی ضروریات کو دُعا اور عبادت پورا کرتی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ اہم اور کثرت سے ادا کی جانے والی چیز نماز ہے۔ اِن ضروریات کو پورا نہ کیا جائے تو انسان کا اعلیٰ قوتیں کمزور ہو جاتی ہیں اور اُس کی نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی قوت کو نُقصان پہنچتا ہے بالکل اُسی طرح جس طرح خوراک کافی نہ ہو تو انسان کا جسم کام کے قابل نہیں رہتا اور اُس کو بیماریوں کا خطرہ رہتا ہے۔

۵۹: اسلام عبادت کے متعلق جو تعلیم دیتا ہے اس میں سب سے زیادہ اہم کیا چیز ہے؟

نماز سے متعلق بہت سی اہم چیزوں میں اول نمبر پر یہ ہے کہ نماز اس طرح پڑھو کہ جس طرح تم خدا کو دیکھ سکتے ہو یا کم از کم اس طرح کہ تمہیں احساس ہو کہ تم خدا کے سامنے موجود ہو۔ اس کا مطلب ہے نماز دل و دماغ دونوں کی پوری توجہ سے پڑھی جانی چاہیے ایسے کہ جیسے کوئی ہمارے سامنے ہے اور ہم اُس سے باتیں کر رہے ہیں۔ ایک اور انتہائی اہم چیز جس کی اسلام تعلیم دیتا ہے وہ یہ ہے کہ نماز کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ انسان میں نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی تحریک پیدا کرے تاکہ ہم دوسروں سے بہتر سلوک کریں۔ اگر نماز ایک انسان کی زندگی میں یہ تبدیلی پیدا نہیں کرتی تو اس کا مطلب ہے کہ آپ نماز اُس طرح نہیں پڑھ رہے جس طرح کہ اسلام نے حُکم دیا ہے۔

۶۰: اسلام میں کس طرح عبادت کرنے کا حُکم ہے؟

عبادت عمومی طور پر خدا کی طرف رجوع کا نام ہے۔ اسلام نے عبادت کا ایک خاص طریق تجویز کیا ہے تاکہ یہ زیادہ مُنظم طریق سے ادا کی جائے اور ساری امت اکٹھی عبادت کر سکے۔ اس کی تفصیلات دوسری کتابوں میں موجود ہیں۔ مختصراً مخصوص جسمانی حرکات کی جاتی ہیں (قیام، رکوع، سجدہ وغیرہ) اور ہر حالت میں تجویز کی گئی دعائیں پڑھی جاتی ہیں اور خدا تعالیٰ کی شان کی تعریف کی جاتی ہے۔ یہ عبادت جس کا نام صلوۃ ہے فرض کی گئی ہے اور ممکن ہو سکے تو جماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔ صلوۃ کے علاوہ کوئی بھی دُعا خدا تعالیٰ کے حضور کسی وقت، حالات میں اور کسی بھی زبان یا الفاظ میں کی جا سکتی ہے۔

۶۱: نماز میں کی گئی مُختلف حرکات کی اہمیت کیا ہے؟

یہ اُن الفاظ کو جو کہ نماز کے دوران دھرائے جاتے ہیں زیادہ موثر بنانے کے لئے ہیں۔ اور اس لئے کہ انسان صرف الفاظ سے نہیں بلکہ اپنے سارے وجود سے خدا کے آگے دُعا مانگے۔ یہ اِسی طرح ہے کہ جس طرح لوگ آپس میں باتیں کرتے وقت اپنے ہاتھ، سر اور بازو وغیرہ ہلاتے ہیں تاکہ اپنی بات میں زیادہ اثر پیدا کر سکیں۔ کھڑے ہونا اس طرح ہے کہ جیسے ہم خدا تعالیٰ کو کہہ رہے ہیں کہ ہم اُس کی ہر بات ماننے کے لئے تیار ہیں۔ رکوع اسلئے کہ ہم اُس کی ہر بات کے سامنے عاجزی سے جُھکنے کے لئے تیار ہیں اور ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں اُس کے احکام پر عمل کریں گے۔ جو الفاظ یہاں کہے جاتے ہیں اُن کا مفہوم ہے خدا تعالیٰ کی ہستی ہر عیب سے پاک ہے اور کامل ہے یعنی ہم کامل نہیں اور ایک کامل ہستی کے سامنے کھڑے ہیں تاکہ ہم اُس کے ساتھ رابطہ کریں اور اس کے ذریعے اپنے عیب دور کریں۔

۶۲: صلوۃ کے دوران کون سے الفاظ دھرائے جاتے ہیں؟

(جاری ہے)